رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دار العلوم کراچی

عنوان	تبویب	مضمون سوال و جواب	نام و پتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی	فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر
			حسین 26/6/93 1-D-2/11 صباحسنی ناظم آباد کراچی	3/12 ۱۴ 9/2 ۹۳	4/114

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین رحمہم اللہ کہ

۱۔ کیا فرض نماز کے بعد امام کا اجتماعی طور پر دعا کرنا اور مقتدیوں کا آمین آمین کہنا حدیث وسنت سے ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو حوالہ تحریر فرمائیں اور اگر ثابت نہیں تو کیا اسے بدعت کہنا صحیح ہوگا جیسا کہ بعض حضرات کہتے ہیں۔ (خصوصاً سعودی عرب میں)

۲۔ نماز کے علاوہ دیگر کسی اہم موقع پر مثلاً میت کے لئے یا درسِ قرآن وحدیث یا وعظ وتبلیغ کے موقع پر اجتماعی طور پر دعا کرنا صحیح ہے یا یہ بھی بدعت ہے جیسا کہ ایک عالم حکیم محمود دیوبندی صاحب نے اپنی ایک ضخیم کتاب میں لکھا ہے اور کوئٹہ (بلوچستان) سے شائع کیا ہے

۳۔ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "النفائس المرغوبہ فی حکم الدعاء بعد المکتوبہ" (مکتبہ تھانوی) میں مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ کے فتوی کا حوالہ ہے اس میں ایک حدیث لکھی ہے کہ "ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی۔ آپ نے سلام پھیرا اور ہماری طرف رخ کیا پھر ہاتھ اٹھایا اور دعا کی" (مصنف عبدالرزاق)
لیکن ایک صاحب نے مجھے جدہ میں یہ کتاب طبع شدہ دکھائی جو دار السلفیہ والوں نے چھاپا ہے اس میں حدیث کا آخری ٹکڑا یعنی "ثم رفع یدیہ ودعا" نہیں ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ صحیح حدیث کون سی ہے اور یہ اختلاف کیوں ہے؟

(جواب منسلکہ اوراق میں ملاحظہ ہو)

المستفتی
بیان شرر
(دستخط) 26/6/93

صباحسنی 1-D-2/11
ناظم آباد، کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

۱ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً :

فرض نمازوں کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنے کا جو طریقہ رائج ہے، یہ درست ہے، اسکو بدعت کہنا صحیح نہیں، محققین علماء اور فقہاء دارالعلوم دیوبند کی یہی تحقیق ہے، اسی پر ان کا عمل ہے، اس موضوع پر ان حضرات کے فتاویٰ اور تحقیقی رسائل موجود ہیں مثلاً حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ "استحباب الدعوات عقیب الصلوات" ہے، اور ایک رسالہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا "النفائس المرغوبہ فی حکم الدعاء بعد المکتوبہ" ہے، اور حال ہی میں الشیخ العلامۃ المخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نادر رسالہ "التحفۃ المرغوبہ فی افضلیۃ الدعاء بعد المکتوبہ" حاصل ہوا جو اس موضوع پر بالکل منفرد ہے —— ان تمام اکابر فقہاء کرام نے احادیث طیبہ اور چاروں اماموں کی معتبر کتابوں کے حوالوں سے فرائض کے بعد کیجانے والی دعا کو نہ صرف جائز بلکہ سنتِ مستحبہ قرار دیا ہے، چنانچہ علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ کے شروع فرماتے ہیں :

انی قد سئلت عن الدعاء بعد الصلوۃ المکتوبۃ هل هی سنۃ ام لا ؟ وان الدعاء بعد المکتوبۃ هل الافضل فیه ان تکون الدعاء قبل السنۃ المؤکدۃ فی الصلوۃ لبعدها سنۃ او بعدها ؟

فقلت : ان الدعاء بعد المکتوبۃ سنۃ مستحبۃ لاینبغی ترکها لاسیما فی حق الامام وجاز فیه ان یکون قبل السنۃ المؤکدۃ کما یجوز ان یکون بعدها والافضل ان یکون قبل السنۃ مالم یکن دعاء طویلا .... فکتبت هذه الرسالۃ واوردت فیها مایدل علی عدم کراهۃ الدعاء قبل السنۃ بل علی انه الافضل من الاحادیث النبویۃ صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبها نبینا محمد وسلم ومن الروایات الفقهیۃ المعتبرۃ الخ (۱ و ۲)

اس کے بعد مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کی پہلی فصل میں بہت ہی واضح واضح احادیث طیبہ جمع فرمائی ہیں جن سے امام، مقتدی اور منفرد سب کے واسطے فرض نماز کے بعد دعا کا سنت ہونا ثابت کیا ہے اور جب دعاء سب کے لئے میرا سنت ہے تو فرائض کے بعد امام اور مقتدی جب اس سنت پر عمل کرتے ہوئے دعا کریں گے تو ضمناً خود بخود اجتماع ہو جائے گا، لیکن یہ اجتماع ایک ضمنی چیز ہے اور جائز ہے، اسکے لئے الگ سے صریح اور مستقل ثبوت کا طالب ہونا اور ثبوت نہ ملنے پر اسکو بدعت قرار دینا درست نہیں تاہم مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس اجتماعی دعاء کے بدعت قرار دینے والوں کو بھی مفصل جواب دیا ہے چنانچہ رسالہ کا اقتباس ملاحظہ ہو :

قلت ثبت بجمیع ما ذکرنا فی هذین الفصلین من الأحادیث النبویۃ والروایات الفقهیۃ إن الدّعا بعد المکتوبۃ سنۃ فان قیل قد ذکر الشیخ عبد الحق الدهلوی رحمه اللہ فی شرحه علی الصراط المستقیم ما لفظه : " اما این دعا

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی	فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر

۲

که آنچه مساجد بعد از سلام نماز میکنند ومقتدیان
آمین آمین میکویند چنانکه الآن در دیار عرب وعجم
متعارف ست از عادت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نبود ودرین
باب هیچ حدیثی ثابت نشده وبدعتیست مستحسن اھ
فما الجواب عنه؟ قلت الجواب عنه على وجوه الوجه
الأول أنه قال العلامة فتح محمد بن الشيخ عيسى الشطاري
صاحب مفتاح الصلاة في كتابه المسمى لفتوح الأوراد
ما حاصله ان الشيخ عبد الحق انما حكم بكونه بدعة لانه لم
يطلع على الأحاديث المروية في الصحاح الستة وغيرها
الواردة في الأدعية المأثورة بعد الصلاة انتهى.
ولهذا قال درين باب هيچ حديثى وارد نشده. الوجه
الثاني أنه أي الشيخ عبد الحق أن اراد ان اصل الدعاء بعد
الصلاة بدعة فلا ريب .... الوجه الثالث أنه
أي الشيخ عبد الحق ان اراد ان الدعاء بعد الصلاة بهذه
الكيفية المخصوصة من رفع اليدين وقول آمين آمين
من المقتدين بدعة فهو غير صحيح أيضا لأن رفع اليدين
من سنن الدعاء أيضا وقول آمين آمين من السامعين
من سنن الدعاء أيضا وان كانت هذه الامور سننا مستحبة
لا مؤكدة والأمر المركب من السنن المأثورة لا يصح القول
بكونه بدعة اما كون رفع اليدين سنة الدعاء. فثابت بالاحاديث
النبوية والروايات الفقهية أما الأحاديث فمنها ما أخرجه أبو
داود عن خلاد بن السائب عن أبيه أو عن السائب بن يزيد عن أبيه
قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دعا فرفع يديه ومسح وجهه
بيديه ورواه الطبراني في معجمه الكبير.
واما كون مسح الوجه باليدين بعد الفراغ من
الدعاء سنة الدعاء فثابت أيضا بالاحاديث والروايات
الفقهية أما الأحاديث فمنها ما قدمنا آنفا في احاديث
رفع اليدين من رواية أبي داود والطبراني.
ومنها ما سيأتي لاحقا نقلا عن حديث أبي داود
والترمذي وابن ماجة وابن حبان والحاكم.
ومنها ما أخرجه الترمذي عن عمر بن الخطاب
رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع
جاری

لا قوله غير صحيح لكونه مردودا بكلمة ما ذكرنا في هذين الفصلين من الأحاديث النبوية والروايات الفقهية الدالة على سنية الدعاء بعد المكتوبة.

عنوان:

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعاء کرنے کے بارے میں مفتی عبد الرؤف کا ایک مفصل فتویٰ

درس قرآن وحدیث اور وعظ وتبلیغ کے بعد اجتماعی دعاء کرنا جائز ہے یا نہیں؟

صحیح

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی	فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر

يديه في الدعاء لم يردهما حتى يمسح بهما وجهه.

ومنها ما أخرجه ابن ماجة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا فرغت من الدعاء فامسح بيديك وجهك.

واما الروايات الفقهية: فهي أكثر من أن تحصى، قد ذكرنا في هذه الرسالة سابقا ولاحقا شيئا منها نقلا عن نور الإيضاح وشرحه إمداد الفتاح ومواهب الرحمن وشرحه البرهان والعقائد السنية ومنهج العمال وغيرهما.

واما كون قول المقتدين آمين، آمين سنة الدعاء فثابت أيضا بالاحاديث والروايات الفقهية.

اما الاحاديث: فمنها ما قال الجزري في حصنه أن من آداب الدعاء تأمين المستمع رواه البخاري ومسلم وابوداود والنسائي.

ومن آدابه مسح وجهه بيديه بعد فراغ الدعاء رواه أبو داود والترمذي وابن ماجة وابن حبان في صحيحه والحاكم في مستدركه.

ومنها إن الله سبحانه وتعالى لما أمر موسى وهارون عليهما السلام بالدعاء جعل موسى يدعو وجعل هارون يقول آمين، آمين فأجاب الله تعالى دعائهما كما بينه الله تعالى في القرآن العظيم بقوله "قال قد أجيبت دعوتكما" كما في كتب التفاسير.

واما الروايات الفقهية: فمنها ما ذكرنا سابقا عن نور الإيضاح وشرحه إمداد الفتاح وغيرهما و منها غير ذلك.

خلاصہ یہ کہ فرائض کے بعد اجتماعی دعا کے تمام اجزاء یعنی نفس دعا، اور دعا میں دونوں ہاتھ اٹھانا، آمین کہنا اور ختم دعا پر دونوں ہاتھ چہرہ پر پھیرنا سب احادیث طیبہ سے ثابت ہے، لہذا اسکے [illegible] مجموعہ کو بدعت کہنا درست نہیں ہے۔

البتہ یہ دعا آہستہ اور چپکے چپکے مانگنا افضل ہے، کیونکہ قرآن وسنت میں اسکی زیادہ ترغیب دی گئی ہے، اور اگر کبھی کبھی امام بلند آواز سے دعا کرے اور مقتدی اس پر آمین کہیں تو تعلیماً یہ بھی جائز ہے، لیکن واضح رہے کہ فرائض کے بعد کی مذکورہ دعا کا درجہ تفصیل بالا کی روشنی میں ثابت ہے، سنت مستحبہ ہے، لہذا اس دعا کو اسکے اسی درجہ میں رکھتے ہوئے کرنا چاہئے،

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان
			۵		

بعض لوگ اس دعا کو فرض وواجب کی طرح ضروری سمجھتے ہیں اور اسی درجہ میں اس پر عمل کرتے ہیں سو یہ واجب الترک ہے، اسی طرح بعض لوگ اس کا التزام کرتے ہیں کہ امام اور مقتدی سب ملکر ہی دعا کریں، ابتدا بھی ساتھ ہو اور انتہا بھی ساتھ ہو جیسا کہ بعض مساجد میں دیکھا جاتا ہے کہ امام کی دعا کے شروع میں مؤذن زور سے الحمد للہ رب العالمین پڑھتا ہے، اور جب امام دعا ختم کرتا ہے، تو برحمتك یا ارحم الراحمین پکار کر کہتا ہے اسکو ترک کرنا بھی ضروری ہے، کیونکہ اس التزام کا نتیجہ یہ ہے کہ مقتدی امام کی دعا کا انتظار کرتے رہتے ہیں، کوئی مقتدی امام کی دعا سے پہلے اپنی دعا نہیں کر سکتا، اور امام کی دعا سے پہلے اپنی دعا ختم نہیں کر سکتا، ورنہ لوگ اس پر طعن کرتے ہیں اور اسکے اس عمل کو معیوب سمجھتے ہیں، حالانکہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ اس دعا میں اجتماع اصل مقصود نہیں بلکہ وہ محض ایک ضمنی چیز ہے، لہذا تابع کو اصل دعا کے درجہ سے آگے بڑھانا بھی درست نہیں، جتنی دیر چاہے امام دعا کرے اور جتنی دیر چاہے مقتدی دعا مانگے، دونوں ایک دوسرے کے تابع نہیں ہیں، مقتدی کو اختیار ہے کہ اپنی مختصر دعا مانگ کر چلا جائے اور چاہے امام کے ساتھ دعا ختم کرے، اور چاہے امام کی دعا سے زیادہ دیر تک دعا کرتا رہے، ہر طرح جائز ہے اور ہر طرح فرائض کے بعد کی یہ سنت مستحبہ ادا ہو جاتی ہے۔

۲- درس قرآن یا درس حدیث یا وعظ و تبلیغ کے موقعہ پر اجتماعی طور پر دعا کرنا بلاشبہ جائز ہے اور حدیث ذیل اور صحابی کے عمل سے ایسی اجتماعی دعا کرنا صراحت کے ساتھ ثابت ہے، اور تعامل امت بھی اسکے جائز ہونے کی مستقل دلیل ہے، لہذا اسکو بدعت قرار دینا بھی درست نہیں ہے۔

(اسکے بعد دائیں جانب ص ۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

ص ۵

مجمع الزوائد میں ایک مستقل باب اس موضوع سے متعلق ہے، ذیل میں اسکو نقل کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو :

باب التامین علی الدعاء : عن ابی هبیرة عن حبیب بن مسلمة الفهری وکان مستجابا انه امر علی جیش فدرب الدروب فلما لقی العدو قال للناس . سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا یجتمع ملأ فیدعوا بعضهم ویؤمن سائرهم الا اجابهم الله ثم انه حمد الله واثنی علیه وقال اللهم احقن دمائنا واجعل اجورنا اجور الشهداء فبیناهم علی ذلک اذ نزل الهبناط امیر العدو فدخل علی حبیب سرادقه . رواه الطبرانی وقال الهبناط بالرومیة صاحب الجیش ورجاله رجال الصحیح غیر ابن لهیعة وهو حسن الحدیث . (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للهیثمی ۱۰ : ۱۷۰)

اور مسلم شریف کی حدیث ذیل بھی اجتماعی ذکر کے بعد اجتماعی دعاء و استغفار کے بارے میں صریح ہے -

وفی روایة مسلم قال إن لله ملائکة سیارة فضلا یبتغون مجالس الذکر فإذا وجدوا مجلسا فیه ذکر قعدوا معهم وحف بعضهم بعضا بأجنحتهم حتی یملأوا ما بینهم وبین السماء الدنیا فإذا تفرقوا عرجوا وصعدوا إلی السماء قال فیسألهم الله وهو أعلم من این جئتم فیقولون جئنا من عند عباد لک فی الأرض یسبحونک ویکبرونک ویهللونک ویحمدونک ویسألونک قال وماذا یسألونی قالوا یسألونک جنتک قال وهل رأوا جنتی قالوا لا أی رب قال وکیف لو رأوا جنتی قالوا یستجیرونک قال ومما یستجیرونی قالوا من نارک قال وهل رأوا ناری قالوا لا قال فکیف لو رأوا ناری قالوا یستغفرونک قال فیقول قد غفرت لهم فأعطیتهم ما سألوا وأجرتهم مما استجاروا قال یقولون رب فیهم فلان عبد خطاء وإنما مر فجلس معهم قال فیقول وله غفرت هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم اھ (مشکوٰة ج ۱، ص ۱۹۷)

۳ - حدیث مذکور میں یہ حصہ : "فلما سلم انحرف ورفع یدیه ودعا" کے بارے میں جامعہ دار العلوم کراچی کے درجۂ تخصص فی الفقہ کے فاضل مولوی عبد المالک سلمہ نے تحقیق کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث میں "ورفع یدیه ودعا" کے الفاظ ثابت نہیں ہیں، ذیل میں ان کی تحقیق نقل کرتا ہوں

٧

"عن الأسود العامري عن أبيه قال : صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما سلم انحرف ورفع يديه ودعا".

كذا ذكر هذا الحديث العلامة محمد بن الزبيدي في رسالته سنية رفع اليدين في الدعاء بعد الصلوات المكتوبة لمن شاء ص ٢٠٢ المطبوعة في أخر "المعجم الصغير" للطبراني معزيا لمصنف ابن أبي شيبة وتبعه في مسلك السادات الى سبيل الدعوات " وتلخيصه المطبوع في اخر الجزء الأول من إمداد الفتاوى ونقل الحديث كذالك العلامة البنوري في معارف السنن ج ٣ ص ١٢٣ والعلامة العثماني في اعلاء السنن اعتمادا على ابن الزبيدي وغيره ولكن الحديث مذكور في الموضعين من مصنف ابن أبي شيبة .

الأول كتاب الصلوة : باب من كان يستحب اذا سلم ان يقوم او ينحرف "،

الثاني ، كتاب الرد على أبي حنيفة ليس في احد الموضعين زيادة "رفع يديه ودعا" وإنما الحديث إلى قوله "فلما سلم انحرف". راجع المصنف لابن أبي شيبة ج١ ص ٣٠٢ ، من طبعة إدارة القرآن وج١ ص ٣٠٢ ــ من طبعة الدار السلفية ـ بومباى، و ج١ ص ٣٠٢ من طبعة حيدر آباد الهند، و ج١٤ ص ١٨٦ من طبعة إدارة القرآن . وج١٤ ص ١٨٦ من طبعة الدار السلفية لبومبائى .

وأخرج هذا الحديث الإمام ابوداؤد في سننه ج١ ص ١٦٧ كتاب الصلوٰة ، أبواب الإمامة، باب الإمام ينحرف بعد التسليم ، والترمذى في جامعه ج١ ص ٤٢٧ أبواب الصلوٰة ، باب ما جاء في الجماعة في مسجد قد صلى فيه ، والنسائى في السنن الكبرىٰ ج١ ص ٣٩٦ باب الانحراف بعد التسليم ، وفي المجتبى ايضا ج ٣ ص ٦٧ كتاب الصلاة ، باب الانحراف بعد التسليم، ومن طريقة ابن حزم في المحلى ج ٤ ص ٢٦١ كلهم من طريق جابر بن يزيد بن الأسود عن أبيه يزيد بن الأسود العامري ـ رضى الله عنه ـ و ليس في حديث أحد منهم زيادة " ورفع يديه ودعا".

فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

وبهذا اتضح ان الخطأ في نقل الحديث في موضعين الاول في قولهم: ان الحديث لأبي الاسود العامري، والصواب انه ليزيد بن الاسود العامري. والثاني في زيادتهم جملة "رفع يديه ودعا" والصواب حذفها - والله عز وجل اعلم بالصواب انتهى۔

البتہ حضرت امام طبرانیؒ نے المعجم الکبیر میں اور علامہ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد (۱۰/۱۶۹) میں اور علامہ سیوطی رحؒ نے اپنا رسالہ فض الوعاء فی احادیث رفع الیدین فی الدعاء میں (ص ۸۶) پر حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درج ذیل روایت ذکر فرمائی ہے:

۴۲ - عن محمد بن يحيى الأسلمي قال: رأيت عبد الله بن الزبير، و رأى رجلا رافعا يديه، يدعو قبل ان يفرغ من صلاته، فلما فرغ منها قال:

"ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يرفع يديه حتى يفرغ من صلاته" رجاله ثقات -

قال الهيثمي في مجمع الزوائد (۱۰/۱۶۹) رواه الطبراني، وترجم له. فقال: محمد بن ابي يحيى الاسلمي عن عبد الله ابن الزبير، ورجاله ثقات - (فض الوعاء ص ۸۶)

ترجمہ

حضرت محمد بن یحییٰ اسلمیؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور انھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھائے دعا کر رہا ہے، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبتک نماز سے فارغ نہ ہوتے تھے اس وقت تک (دعا کے لئے) ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے (لہٰذا تم بھی ایسا ہی کیا کرو!)

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور معتبر ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے اور فرض نماز کے بعد کیجانے والی دعا میں ہاتھ اٹھانے پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہے، نیز مطلق دعاء میں ہاتھ اٹھانا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اس کلیہ میں بھی فرائض کے بعد کی دعا بھی شامل ہے، اسلئے فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بلا شبہ درست ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

[signature]
دار الافتاء دار العلوم کراچی
۲۸-۲-۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۲۸-۲-۱۴۱۴ھ